REGD No. L. 5259

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ
الفضل ربوہ

یوم پنجشنبہ

خطبہ نمبر ۴۲
فی پرچہ ۲ آنے

جلد ۴۶/۱۱ ۔ ۵ فتح ۱۳۳۶ ھش ۔ ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء ۔ نمبر ۲۸۷

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے دُعا کی تحریک

جیسا کہ احباب کو علم ہے۔ تفسیر صغیر کے سلسلے میں مسلسل محنت اور ساتھ کے ساتھ سلسلہ کے دیگر امور سرانجام دینے کا حضور کی صحت پر اثر پڑا ہے۔ اور اب جلسہ سالانہ بھی قریب آ رہا ہے جس میں حضور کو اور زیادہ محنت کرنی پڑے گی۔ اس لئے احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ حضور کی صحت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔ حضور کا وجود خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کی ہمیں قدر کرنی چاہیئے۔ اور درد دل سے حضور کی صحت اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہیئے ؛

اس ماہ کے آخر تک ایک لاکھ ٹن سے زیادہ اناج بیرونی ملکوں سے پاکستان پہنچ جائیگا

اس طرح درآمد شدہ اناج کی مقدار ۶½ لاکھ ٹن ہو جائے گی

کراچی ۴ دسمبر۔ اس ماہ کے آخر تک ایک لاکھ ٹن سے زیادہ گیہوں بیرونی ملکوں سے پہنچ جائے گا۔ یہ گیہوں کینیڈا۔ آسٹریلیا۔ فرانس۔ اور ایران سے آ رہا ہے۔ امسال پچھلے ماہ کے آخر تک ۵ لاکھ ۴۳ ہزار ٹن اناج پاکستان پہنچ چکا ہے۔ اس طرح دسمبر کے آخر میں مزید اناج کے پہنچنے پر درآمد شدہ گیہوں کی مقدار ۶½ لاکھ ٹن ہو جائے گی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ آئندہ چند روز میں ۱۹ ہزار ٹن سے زیادہ اناج تھرپارکر کے علاقے میں بھیج جائے گا۔ تاکہ سستے داموں پر عوام کے ہاتھ فروخت کیا جا سکے۔ پچھلے ماہ اس علاقہ میں دس ہزار ٹن گیہوں بھیجا گیا تھا ؛

حفاظتی کونسل کو وسیع کرنے کی تجویز

نیو یارک ۴ دسمبر۔ اقوام متحدہ کی خاص کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ حفاظتی کونسل کے ارکان کی تعداد بڑھانے کی تجویز پر غور و خوض مزید ایک سال کے لئے ملتوی رکھا جائے۔ اسی طرح اقوام متحدہ کی اقتصادی و سماجی کونسل میں توسیع اور بین الاقوامی عدالت انصاف کے ججوں کی تعداد بڑھانے کی تجویز پر غور و خوض بھی ملتوی کر دیا گیا ؛

ولندیزی خاندانوں نے انڈونیشیا کو خیرباد کہنا شروع کر دیا

ہالینڈ کے خلاف انڈونیشی حکومت کے اقدامات کا ردّعمل

جاکرتہ ۴ دسمبر۔ مغربی نیوگنی حوالے کرنے سے انکار کی بنا پر حکومت انڈونیشیا نے ہالینڈ کے خلاف جو تدابیر اختیار کی ہیں۔ ان کے بعد سے انڈونیشیا میں مقیم ولندیزی خاندانوں نے انڈونیشیا کو خیرباد کہنا شروع کر دیا ہے۔ کل ایک جہاز میں سیکڑوں ولندیزی خاندان انڈونیشیا سے چلے گئے۔ ادھر اطلاع موصول ہوئی ہے کہ جاوا میں ہالینڈ کے لوگوں کے خلاف جو بائیکاٹ کی مہم جاری ہے۔ وہ دوسرے علاقوں میں بھی پھیل گئی ہے۔ نیز انڈونیشیا اور ہالینڈ کے درمیان ریڈیو اور ٹیلیفون کے مواصلات بھی بند کر دیئے گئے ہیں۔ ہالینڈ کے وزیر اعظم نے کل ہیگ میں پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا مجھے امید ہے کہ انڈونیشی حکومت بہت جلد اس بات کو محسوس کر لے گی۔ کہ تعلقات منقطع کرنے سے ہالینڈ کو ہی نہیں بلکہ انڈونیشی مفادات کو بھی سخت نقصان پہنچے گا۔

سید فدا حسن چیف سکرٹری بنا دیئے گئے

لاہور ۴ دسمبر۔ ایک سرکاری اعلان کے مطابق ایڈیشنل چیف سکرٹری سید فدا حسن کو ترقی دے کر دو دسمبر سے حکومت پاکستان کا چیف سکرٹری مقرر کیا گیا ہے آپ مسٹر این۔ اے فاروقی کی جگہ لیں گے ؛

کسی غیر زبان میں قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کرنا جو عربی متن کے جملہ اعجازی اوصاف کا حامل ہو ناممکن ہے

اس لحاظ سے کسی اور زبان میں قرآن مجید کا صحیح ترین ترجمہ ہو ہی نہیں ہو سکتا

تعلیم الاسلام کالج یونین میں پروفیسر آربیری کے ترجمہ قرآن پر پرنسپل عابد احمد علی کا لیکچر

ربوہ ۴ دسمبر۔ سرگودھا گورنمنٹ کالج کے پرنسپل محترم عابد احمد علی صاحب نے کل شام تعلیم الاسلام کالج یونین کے ایک اجلاس میں قرآن مجید کے متن اور اس کی اعجازی شان پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ کسی غیر زبان میں قرآن مجید کا ایسا ترجمہ کرنا جو عربی متن کے جملہ اعجازی اوصاف کا حامل ہو ناممکن ہے۔ آپ نے فرمایا اس لحاظ سے کسی اور زبان میں قرآن مجید کا صحیح ترین یا صحیح معنوں میں بہترین ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا آپ اپنے اس فاضلانہ لیکچر میں کیمبرج یونیورسٹی کے نامور پروفیسر آربیری کے حالیہ انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق اپنے بعض تأثرات کا اظہار فرما رہے تھے۔ کالج یونین کے اس مخصوص اجلاس میں صدارت کے فرائض یونین کے وائس پریذیڈنٹ صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب نے ادا کئے۔ جلسہ کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ جو کالج کے ایک طالب علم محمد اسلم صاحب ضیاء نے کی۔ انہوں نے انگریزی زبان میں اس کا ترجمہ بھی پڑھ کر سنایا

(باقی صفحہ ۸ پر)

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

خطبہ جمعہ

سورۂ فاتحہ حسنِ کلام اور طبعی ترتیب کی ایک اعلیٰ مثال ہے

دوستوں کو کثرت کے ساتھ جلسہ سالانہ پر آنے کی کوشش کرنی چاہیئے

اس سال ہمارے جلسہ سالانہ کو بعض ایسی خصوصیتیں حاصل ہونگی۔ جو پہلے کسی جلسہ کو حاصل نہیں ہوئیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ نومبر ۱۹۵۶ء - بمقام ربوہ

یہ خطبہ میں اپنی ذاتی ذمہ واری پر شائع کر رہا ہوں۔ خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل (انچارج شعبہ زودنویسی)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کی کسی مشیت کے ماتحت

اس سال گرمی بھی شدید پڑی ہے۔ اور اب سردی کا موسم آیا۔ تو اس کا بھی یہ حال ہے کہ گزشتہ دو ہفتوں میں اتنی شدید سردی پڑی ہے کہ قوی سے قوی انسان بھی ٹھٹھر جارہا ہے۔ میں چونکہ پہلے ہی بیمار ہوں۔ اس لئے موسم کی اس تبدیلی نے میری صحت پر بہت بُرا اثر ڈالا ہے۔ جس کی وجہ سے میرے لئے معمولی خطبہ پڑھنا اور تقریر کرنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ مگر بہرحال

جمعہ ایک دینی فرض ہے

اور اسکو ادا کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ اس لئے میں مسجد میں آگیا ہوں میں نے ابھی سورۂ فاتحہ پڑھی ہے۔ اس سورۃ میں جو تمام اہم مضامین کی جامع ہے اللہ تعالیٰ کی چار صفات کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ یعنی اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ مجھے بچپن سے قرآن کریم کا درس دینے کا شوق رہا ہے۔ میری عادت تھی کہ میں دوستوں کو جمع کرلیتا۔ اور ان سے کہتا۔ کہ قرآن کریم کے متعلق مجھ سے کوئی سوال کرو۔ اور جب وہ سوال کرتے۔ تو میں انہیں جواب دیا کرتا تھا۔ ان سوالوں میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ الحمد للہ رب العالمین سے لے کر مالک یوم الدین تک تمام صیغے غائب کے رکھے گئے ہیں جن سے

معلوم ہوتا ہے

کہ گویا خدا تعالیٰ انسان کی نظروں سے اوجھل ہے۔ اور وہ اس کی تعریف کر رہا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس فقرہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ انسان کے سامنے نہیں۔ بلکہ غائب ہے۔ پھر کہتا ہے الرحمٰن الرحیم وہ بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ یہاں بھی خدا تعالیٰ کا وجود غائب ہے۔ پھر کہتا ہے۔ مالک یوم الدین وہ جزا سزا کے وقت کا مالک ہے۔ اس فقرہ میں بھی غائب کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے معاً بعد ایاک نعبد و ایاک نستعین آجاتا ہے جس میں انسان خدا تعالیٰ کو اس طرح مخاطب کرتا ہے۔ کہ گویا وہ اس کے سامنے کھڑا ہے۔ اور وہ اس سے مخاطب ہوکر کہتا ہے۔ کہ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ یہ عبارت بظاہر بے جوڑ معلوم ہوتی ہے۔ اور بادی النظر میں یہ طریق حسن کلام کے خلاف دکھائی دیتا ہے۔ میں نے اس سوال کا یہ جواب دیا۔ کہ یہ طریق حسن کلام کے خلاف نہیں۔ بلکہ

حسنِ کلام کی ایک اعلیٰ مثال

ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب تک کسی چیز کی کامل معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ وہ انسان کی نظروں سے اوجھل ہوتی ہے۔ چونکہ الحمد للہ رب العالمین کہنے سے پہلے انسان کو خدا تعالیٰ کی کامل معرفت حاصل نہیں تھی۔ اس لئے الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین میں غائب کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔ گویا انسان خدا تعالیٰ سے کہتا کہ اے خدا میں نے ابھی تک تجھے پہچانا نہیں۔ صرف میرے کان میں یہ آواز آئی ہے۔ کہ کوئی خدا ہے جو رب العالمین ہے رحمٰن ہے رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ لیکن جب الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین پر غور کرنے کے بعد اسے

خدا تعالیٰ کا جلوہ

نظر آنے لگتا ہے۔ تو وہ بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔ کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اے خدا میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتا ہوں۔ کیونکہ میں نے تجھے دیکھ لیا ہے۔ پہلے میں تجھے وہ وہ کرکے بلاتا تھا۔ اب میں تجھے تُو تُو کرکے بلاتا ہوں۔ پہلے میں نے تجھے دیکھا نہیں تھا لیکن اب میں تجھے دیکھ چکا ہوں۔ اور تیری معرفت بڑھ چکی ہے۔ اس لئے اب میں تجھے براہ راست مخاطب کرتا ہوں۔ اور تجھ سے امداد طلب کرتا ہوں۔ غرض قرآن کریم نے ان آیات میں

ایک طبعی ترتیب رکھی ہے

سورۂ فاتحہ کی پہلی آیتوں میں غائب کے صیغے استعمال کئے۔ کیونکہ اس وقت تک خدا تعالیٰ کی معرفت تامہ مومن کو حاصل نہیں تھی۔ لیکن جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس کی

جستجو کامل ہوگئی

اور خدا تعالیٰ اسے نظر آنے لگ گیا۔ تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا کہ اے خدا میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ اور تجھ سے ہی مدد طلب کرتا ہوں۔ اب تو غائب نہیں رہا۔ بلکہ اب تو مجھے اپنی جسمانی آنکھوں سے نظر آنے لگ گیا ہے اور جب میں نے تجھے دیکھ لیا ہے تو اب تجھے "وہ" سے خطاب نہیں کرسکتا۔ بلکہ "تُو" سے ہی خطاب کرونگا۔ کیونکہ

تیری معرفت کاملہ

حاصل ہو جانیکی وجہ سے تیری محبت میرے دل میں گھر کر گئی ہے۔ اور چونکہ رب العالمین۔ الرحمان الرحیم مالک یوم الدین کی صفات نے مجھے بتا دیا ہے کہ تجھ میں ہی مدد دینے کی طاقت ہے۔ اور جب تک وہ نہ آئیگی۔ میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب میں تجھ سے ہی مدد کا طلبگار ہوں۔ جب تک مجھے کامل معرفت نہیں ہوئی تھی۔ میں سمجھتا تھا کہ میری مدد کرنے والا کوئی نہیں۔ لیکن اب مجھے پتہ لگ گیا ہے کہ تیری ہستی دنیا میں موجود ہے۔ اور تو بڑی طاقتوں والا ہے۔ اس لئے اب میں

تیری ہی عبادت کرتا ہوں

اور تجھ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں۔ ایاک نعبد درحقیقت الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمٰن الرحیم کے مقابلہ میں دکھایا گیا ہے اور ایاک نستعین مالک یوم الدین کے مقابلہ میں ہے۔ کیونکہ عبادت دنیا میں ہوتی ہے۔ دنیا میں انسان میں طاقت ہوتی ہے کہ وہ کوئی کام کرے اس لئے وہ کہتا ہے اے خدا میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں تاکہ اس کے نتیجہ میں

تیری رضا حاصل ہو

لیکن مالک یوم الدین میں آخرت کا ذکر ہے۔ اس لئے مالک یوم الدین کے مقابلہ میں وہ ایاک نعبد نہیں کہہ سکتا تھا۔ کیونکہ عبادت کا وقت تو گذر گیا اور وقت وہ آگیا جو جزا و سزا کے لئے مقرر تھا۔ اس لئے اس کے مقابلہ میں وہ کہتا ہے کہ ایاک نستعین اے خدا ہمارے کام کا زمانہ گذر گیا ہے۔ اب ہم دنیا میں نہیں رہے۔ جہاں کام کی طاقت ہم میں پائی جاتی تھی۔ بلکہ ہم مر گئے ہیں۔ اور تیرے سامنے حاضر ہیں۔ اس لئے۔

ہم تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں

اور درخواست کرتے ہیں کہ تو ہم پر رحم فرما۔ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جب کافر جہنم کی تکلیف کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ تو وہ خدا تعالےٰ سے کہیں گے کہ اے خدا تو ہمیں اس آگ سے نکال لے۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ ہم ہمیشہ نیک اعمال بجا لائیں گے اور کبھی تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں یہی جواب دے گا۔ کہ کیا ہم نے اس سے پہلے تمہیں دنیا میں ایک لمبی عمر عطا نہیں کی تھی۔ پھر تم نے اس وقت کیوں کوئی نیک کام نہ کیا۔ اب یہ عمل کی جگہ نہیں۔ عمل کی جگہ دنیا تھی۔ اب تم اپنے

بداعمال کا نتیجہ بھگتو

غرض رب العالمین اور الرحمان الرحیم کا تعلق چونکہ دنیوی زندگی سے تھا۔ اس لئے انسان کہتا ہے۔ کہ ایاک نعبد اے ہمارے رب ابھی ہم دنیا میں زندہ موجود ہیں۔ ہم میں عمل کی طاقت ہے۔ اور ہم اعمال کے ذریعہ تیری مدد کو کھینچ سکتے ہیں۔ اسلئے ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ مگر جب وہ وقت گذر گیا اور یوم الدین کا زمانہ آگیا تو وہ کہتا ہے۔ اے خدا دنیا سے ہم گئے۔ جو عمل کی جگہ تھی اور ہم واپس بھی نہیں جا سکتے۔ کیونکہ تیرا قانون ہے کہ مردے واپس دنیا میں دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتے۔ اب ایک ہی صورت ہے۔ کہ تو ہی مدد فرما۔ تاکہ ہم عذاب سے بچ جائیں۔ غرض یہ مضمون ہے۔ جو اس سورت میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ سورت نہایت مختصر یعنی صرف سات آیات کی سورت ہے۔ لیکن اس میں بڑے بڑے لطائف اور غرائب بیان کئے گئے ہیں۔

ہمارا جلسہ سالانہ

اب خدا تعالےٰ کے فضل سے بالکل قریب ہے۔ میں نے پچھلے جمعہ میں تحریک کی تھی کہ ربوہ والے جلسہ سالانہ کے مہمانوں کے لئے اپنے مکانات دیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جہاں اہل ربوہ کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ مہمانوں کی خدمت کریں اور ان کی رہائش کے لئے مکانات دیں۔ وہاں باہر سے آنیوالوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اہل ربوہ کی اس قربانی کی قدر کریں۔ جو وہ یہاں رہ کر کر رہے ہیں۔

یہ جلسہ سالانہ بڑی خصوصیتوں والا ہے

کیونکہ اس جلسہ ... [illegible]

فضل سے سارے قرآن کی ایک مکمل لیکن مختصر تفسیر شائع ہو جائے گی۔ حدیث کے متعلق بھی ایک کتاب شائع ہو جائیگی اسی طرح اور بھی بعض کتابیں شائع ہوں گی۔ اس کے علاوہ اس موقع پر جیسا کہ میں اعلان کر چکا ہوں۔ ایک نئی قسم کا وقف جماعت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ یہ ساری خصوصیتیں ایسی ہیں۔ جو پہلے کسی جلسہ میں نہیں ہوئیں اس لئے دوستوں کو

کثرت کے ساتھ آنے کی کوشش کرنی چاہیئے

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خود آکر میری زبان سے باتیں سننا گھر میں بیٹھ کر اخبار میں تقریریں پڑھنے کی نسبت بہت زیادہ بابرکت ہے۔ بہرحال جہاں ربوہ والوں نے سارے سال کے لئے اپنے آپ کو مرکز کے لئے قربان کیا ہے۔ اور یہاں آکر بس گئے ہیں۔ وہاں باہر والوں کو بھی چاہیئے کہ وہ جلسہ سالانہ پر ربوہ آئیں۔ اور اگر سارا سال وہ وقف نہیں کر سکتے تو تین دن تو ربوہ کے لئے وقف کریں۔ اگر کوئی شخص سارا سال ربوہ میں نہیں رہتا۔ تو کم از کم تین دن کے لئے تو وہ یہاں آجائے ... جو شخص تین دن ... [illegible]

بھی مرکز کے لئے وقف نہیں کرتا۔ اس کی زندگی کا کیا فائدہ؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر آنے کی دوستوں کو تحریک کی۔ تو بڑے درد سے فرمایا کہ

”مبایعین محض للہ سفر کر کے آویں۔ اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں“۔

(اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء)

پس تم بھی

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آؤ

اور جلسہ میں شامل ہو کر اس سے فائدہ حاصل کرو اور ملاقات کر لو۔ کیونکہ پتہ نہیں کہ پھر بعد میں ملاقات کا کوئی موقعہ میسر آئے یا نہ آئے۔

شکریہ

میرے والد میاں عبدالرحیم صاحب عرف پو ہلا صاحب کی وفات پر بہت سے خطوط اظہار ہمدردی کے موصول ہوئے ہیں۔ فرداً فرداً جواب بھی دئے ہیں۔ مگر بہت سے خطوں میں ایڈریس نامکمل تھا۔ اسلئے میں ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔

خاکسار خواجہ عبدالحی غلہ منڈی

ربوہ

یقین کامل

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی معاون ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(قسط دوم)

(۲)

غزوہ ذات الرقاع سے واپسی پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تھوڑی دیر تک سستانے کا ارشاد فرمایا۔ شدید گرمی کا موسم تھا۔ صحابہ ادھر ادھر درختوں کے سایوں تلے آرام کرنے لگے آپ بھی ایک درخت کے سائے میں استراحت فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی تلوار اتار کر درخت سے لٹکا رکھی تھی۔

ایک اعرابی دشمن جو موقعہ کی تاک میں تھا یہ دیکھ کر کہ آپ اس وقت بالکل اکیلے اور سو رہے ہیں دبے پاؤں آپ کے قریب پہنچا آپ کی تلوار درخت سے اتار لی اور میان میں سے تلوار نکالنے لگا۔ آپ کے آہٹ پاکر بیدار ہونے تک اعرابی تلوار کو میان سے نکال چکا تھا۔ آپ کے آنکھیں کھولتے ہی تلوار والا ہاتھ لہراتے ہوئے بولا محمدؐ! بتا اب تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچا سکتا ہے؟

فی الواقعہ اس وقت آپ تلوار کی زد میں تھے۔ تلوار آپؐ کے جسم کے کسی بھی حصے پر لگ کر زخم کاری لگا سکتی تھی۔ اعرابی کا بازو ہوا میں لہرا رہا تھا۔ تلوار اپنی خون آشامی سمیت اعرابی کے ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہ کچھ وقوع پذیر ہو سکتا تھا جو ایسے وقت میں ممکن الوقوع تھا۔

اعرابی کے یہ الفاظ کہ "محمدؐ! بتا اب تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچا سکتا ہے" کوئی استفہام نہ تھا۔ اگر استفہام ہوتا تو وہ تلوار ہوا میں لہرانے سے قبل یہ سوال کرتا۔ اس کا تلوار کو وار کرنے کے ارادہ سے لہراتے ہوئے یہ سوال یہ معنی رکھتا تھا کہ وہ اپنے اس سوال کا جواب اپنی تلوار سے فوری دیتے ہوئے طنزاً یہ کہنا چاہتا تھا کہ محمدؐ! اب تجھے میری تلوار کے وار سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

انسان اگر سویا پڑا ہو اور اچانک بیدار ہو اور اس کے سامنے اس کا دشمن اسی کی تلوار لے کر نہ صرف کھڑا ہو بلکہ وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھا چکا ہو۔ تو بیدار ہونے والا اس خوفناک منظر کو دیکھ کر اس قسم کے سوال کا کیا جواب دیگا جو اس اعرابی نے رسول اللہ صلعم سے کیا تھا؟ کوئی ہے جو اس منظر کو اپنے آپ پر وارد کر کے اس سوال کا جواب دے سکے؟ کیا ایسے وقت میں یہ یقینی امر نہیں کہ بیدار ہونے والا شخص ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے؟ کیا اس سوال کا ممکن جواب یہی نہیں کہ وہ چلا کر گر جائے گا؟ حدود ممکنات کے اندر اگر زیادہ سے زیادہ کچھ سوچا جا سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ وہ شخص لرزتے ہوئے جسم ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کانپتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے سہمے سہمے سے اور اکھڑے اکھڑے سے وہ نہ قبول ہونے والے الفاظ "رحم کرو" کہہ کر مجسم عجز بن جائے گا۔

لیکن دنیا کے اس مقدس اور کامل ترین شخص پر ان حالتوں میں سے کوئی بھی حالت طاری نہیں ہوتی۔ خونخوار دشمن سامنے کھڑا ہے۔ تلوار ہوا میں لہرا رہی ہے۔ ایک تیز تر لمحے کے اندر جھلک وار اس کے جسم پر پڑنے والا ہے۔ دشمن فاتحانہ انداز سے طنز کر رہا ہے "محمدؐ! بتا اب تجھے میری تلوار کے وار سے کون بچا سکتا ہے؟" فرشتے انگشت بدنداں ہیں۔ کائنات دم بخود ہے فضاؤں میں ہو کا سکوت ہے۔ آسمان کان لگائے اعرابی کے اس طنزیہ سوال کے جواب کا منتظر ہے۔ سوال کے آخری الفاظ ختم ہو رہے ہیں "کون بچا سکتا ہے" سوال ختم ہوتا ہے۔ تلوار چمک رہی ہے ربھا تک سنتا ہے۔ "ہے" کا لفظ ابھی اعرابی کی زبان پر ہے۔ زبان ابھی تالو کے نیچے قرار نہیں پا سکی کہ "اللہ" کا لفظ خاموش فضاؤں میں گونج پیدا کر دیتا ہے۔ محمدؐ (اس کی روح پر کروڑوں درود اور سلام) کے دل سے یقین سے پر گہرائیوں میں سے نکلے ہوئے اس لفظ میں کیا تاثیر تھی۔ اس میں خشکی میں کس قدر قوت مؤثرہ تھی۔ کتنا سحر تھا۔ اس مقدس انسان کی پاک زبان میں کہ ادھر اللہ کا لفظ آپؐ کے منہ سے نکلا اور ادھر فاتحانہ انداز میں کھڑا ہوا اعرابی لرزہ براندام ہو گیا۔ اس کا بازو مشلول ہو گیا۔ اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ تلوار زمین پر گر گئی اور وہ مجسم التجا بن کر ڈولنے لگا!!

(۳)

"حضور غضب ہو گیا مجھے یقینی اطلاع ملی ہے کہ مجسٹریٹ حضور کو سزا دینے پر تل گیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس نے فیصلہ بھی لکھ لیا ہے۔ مقدمہ کی مسل مکمل ہو چکی ہے۔ اب کوئی قانونی نکتہ طاقتور دشمن کی انتقامی ذہنیت کے مقابلہ میں کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ حضور میرا مشورہ ہے کہ حضور کچھ عرصہ کے لئے ضلع گورداسپور سے باہر کسی "محفوظ" مقام پر تشریف لے جائیں اور وہاں سے بیماری کا ڈاکٹری سرٹیفکیٹ عدالت میں بھجوا دیں اور پھر جب حالات کچھ درست ہو جائیں گے تو حضور واپس قادیان تشریف لے آئیں......"

تاریخ احمدیت میں کرم الدین جہلمی کا مشہور مقدمہ گورداسپور کے ایک مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہا تھا۔ مقدمہ کے تمام تر حالات نا مساعد تھے دشمن پوری طرح اس مقدمہ کے تمام پہلوؤں پر حاوی تھا پنجاب کے تمام مذاہب اور فرق کے لوگ ملّت واحدہ بن کر سگ عداوت میں منسلک ہو کر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے بروز اور غلام اور احمدیت کے پہلوان کو گرانے کی کوشش میں اپنے باہمی اختلافات کو بھلا کر اپنی طرف سے مقدمہ کو سنگین تر بنا چکے تھے۔ مجسٹریٹ اپنی مذہبی عصبیت کی رو میں بہتا نظر آ رہا تھا اور اس قسم کی متواتر خبریں مخلصین جماعت کو متوحش بنا رہی تھیں کہ مجسٹریٹ کا ارادہ نیک نہیں ہے۔ حالات ہی کچھ اس قسم کے تھے کہ جماعت کے تمام افراد جو اس مقدمہ کے حالات سے واقف تھے ان کے دل اس خوف سے بیٹھے جا رہے تھے کہ مبادا مجسٹریٹ حضور کو سزا دیدے۔

حقیقت بھی یہی تھی کہ مقدمہ سنگین تھا اور مجسٹریٹ کا ارادہ بھی نیک نہ تھا۔ بلکہ بعد کے حالات نے اس امر کا ثبوت بہم پہنچایا کہ مجسٹریٹ نے آپ کو سزا دینے کا فیصلہ لکھ رکھا تھا۔ اور اگر بلشبہ یہ سنانے والا تھا اور اگر مجسٹریٹ کو سزا کا فیصلہ سنانے کا موقعہ مل جاتا تو دشمن ہمیشہ اسے احمدیت کے خلاف استعمال کرتا۔ حال اور مستقبل کے انہی خدشات کے تصور سے خوف زدہ ہو کر خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں وحشت ناک خبر عرض کر رہے تھے

"حضور غضب ہو گیا......"

خواجہ صاحب نے ایک ہی سانس میں یہ سب کچھ کہہ ڈالا۔ دربار مہدی کے حاضرین جوں جوں اس خبر کو سنتے جاتے تھے ان پر لرزہ طاری ہوتا جاتا تھا اور سخت پریشانی کے عالم میں مستقبل قریب کے متوقع حادثہ کے خیال سے ان کے جسموں کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔

حضورؑ نے نہایت اطمینان کے ساتھ اس خبر کو سنا۔ آپؑ اس وقت پلنگ پر لیٹے ہوئے تھے۔ خواجہ صاحب کی بات ختم ہوتے ہی آپؑ جلدی سے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپؑ نے فرمایا:۔

"خواجہ صاحب میں شیر ہوں اور شیر بھی خدا کا شیر۔ وہ بھلا خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال سکتا ہے؟"

اللہ اللہ کتنا یقین تھا اللہ تعالےٰ پر۔ اللہ تعالےٰ کی نصرت پر اور قادر مطلق کی تائید پر۔

اور پھر دنیا نے دیکھا کہ خدائی فعل نے اس پر شہادت دی اور وہ مجسٹریٹ قبل اس کے کہ اپنے لکھے ہوئے فیصلہ کو اگلی پیشی پر سناتا تبدیل ہو کر کسی دوسری جگہ چلا گیا اور قادر مطلق نے ہوا کا رخ ہی پلٹ دیا۔

علیہ الصلوٰۃ والسلام و علیٰ مطاعہ

ولادت

میری ہمشیرہ زوجہ چوہدری تیمور احمد صاحب آف ایسٹ افریقہ کو خدا تعالےٰ نے پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی مکرم منشی سربلند خان صاحب کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ بچہ کی صحت و تندرستی اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار محمد اجمل شاہد مبلغ سلسلہ مقیم ڈھاکہ

اشتراکی نظام — اسلام کیلئے سب سے بڑا خطرہ

(۳)

"سوویت یونین میں اسلام" کے بارے میں انسائیکلوپیڈیا نے ذیل کی باتیں لکھی ہیں۔

ماضی میں سوویت یونین کے مسلم علاقوں میں قرآن اور سنت پر وسیع پیمانے پر عمل کیا جاتا تھا لیکن اب سوشلزم کی فتح اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے طبقہ کی تباہی کے بعد سوویت یونین میں تمام دوسرے مذاہب کی طرح اسلام کی معاشرتی جڑیں بھی کاٹ دی گئی ہیں۔ سوویت یونین میں اسلام ایک لوٹ کھسوٹ کرنیوالے طبقے کی محض ایک نظریاتی یادگار کی شکل میں باقی رہ گیا ہے ...... سرحد پار ملکوں میں جہاں اسلام سرکاری مذہب ہے۔ (یعنی ترکیہ عرب ممالک، ایران، افغانستان، پاکستان اور انڈونیشیا) یہ مذہب اب بھی ملک کے رجعت پسند طبقوں اور غیر ملکی سامراج کا آلہ کار بنا ہوا ہے۔"

بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا کے اس اقتباس کا مفہوم اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ کہ سوویت یونین کے تین کروڑ مسلمانوں نے کمیونسٹوں کے خلاف اپنی آزادی، اپنی مذہبی اور قومی روایات آزادانہ عبادت کے حق اور اسلام کے احکام پر عمل کرنے کی آزادی کے لئے جنگ کی تھی۔ سوویت انسائیکلوپیڈیا میں بڑے فخر سے بیان کیا گیا ہے کہ لوٹ کھسوٹ کرنے والے طبقوں کے استیصال کے بعد اسلام کی معاشرتی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں۔ سیدھے سادے الفاظ میں اس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ سوویت یونین کے لاکھوں مسلمانوں کو یا قتل کر دیا گیا۔ یا انہیں گولی مار دی گئی ہے۔ یا دوسرے طریقوں سے ختم کر دیا گیا ہے۔ یا انہیں سائبیریا کے برف پوش علاقوں میں جلاوطن کر دیا گیا ہے۔ اشتراکی روس کے ڈھنڈورچی آج کل جھوٹ بولنے میں مصروف ہیں۔ اس لئے ان حقائق کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا میں "اسلام" کے متعلق مضمون کے ضمیمہ میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور مستند مصنفوں کے نام لکھے گئے ہیں ان میں مارکس اور اینگلز کے جانے پہچانے ناموں کے ساتھ ساتھ "زارسٹ روس میں اسلام" مطبوعہ ماسکو ۱۹۳۶ء مصنفہ ایل۔ آئی۔ کلیمووچ کا نام خاص طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ یہ شخص اسلام کے خلاف کم سے کم اکیس سال سے مضامین لکھ رہا ہے اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ کہ کمیونسٹ پارٹی اسے اسلامیات کا غالباً ماہر تصور کرتی ہے۔

بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا کے دوسرے ایڈیشن کی ۲۲ ویں جلد میں صفحہ ۵۶۴ پر قرآن مجید کے متعلق لکھا گیا ہے۔

"قرآن مسلمانوں کی بنیادی کتاب مقدس ہے۔ جس میں مذہب، اساطیر، Mythology عقائد اور قانونی امور پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن تیسرے خلیفہ عثمانؓ (۶۴۴ء تا ۶۵۶ء) کے دور حکومت میں جمع کیا گیا تھا لیکن آٹھویں صدی کے اوائل میں اس میں بعض تبدیلیاں بھی کی گئیں۔ مسلمانوں کی مذہبی روایت کے مطابق بانی اسلام محمد (صلعم) ہی قرآن کے (نعوذ باللہ) مصنف تھے۔ لیکن قرآن کا جائزہ لینے کے بعد یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ اس کے صرف بعض حصے محمد (صلعم) کے وقت سے ہیں باقی حصے ان سے پہلے یا بعد میں لکھے گئے ہیں۔ اس کی تصدیق قرآن میں مختلف ادبی اسالیب کی موجودگی سے بھی ہوتی ہے۔ اور اس کا سبب یہ بتایا جاتا ہے کہ جن مقامات پر مختلف سورتیں لکھی گئی تھیں۔ ان میں عربی زبان کا معیار مختلف تھا۔ لوٹنے کھسوٹنے والے طبقوں اور رجعت پسند مسلمان علماء نے محنت کش عوام کو فریب دینے اور ان پر ظلم توڑنے کے لئے قرآن کو اپنا آلہ کار بنا لیا ہے۔"

بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا کی ورق گردانی کے وقت اشتراکی جھوٹ، بالشویک پراپیگنڈے اور اسلام کے عقائد کی مارکسی تشریحات کی اور بھی مثالیں ملتی ہیں روسیوں کے بیان کے مطابق حجراسود کو بوسہ محض توہم پرستی ہے، حج عرب کے بت پرست کیا کرتے تھے۔ جسے اسلام نے بھی اپنا لیا ہے۔ سعودی عرب کے حکمران اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے مقامی طبقے حج کو عوام کے استحصال کا ذریعہ بناتے ہیں۔ زکوٰۃ اسلامی حکومتوں کے خزانوں کے لئے روپیہ حاصل کرنے کا خاص وسیلہ ہے۔ سوویت یونین میں زکوٰۃ کی وصولی بند کر دی گئی ہے۔ حدیث طبقاتی کشمکش کا ایک ذریعہ ہے۔ اور اسلامی معاشرے کے ہر طبقہ، ہر پارٹی اور ہر فرقہ نے اپنے لئے حدیث خود گھڑ لی، جہاد اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا ایک رجعت پسند ذریعہ ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا میں اسلام کی جو تشریح کی گئی ہے اس میں اضافہ کرتے ہوئے کلیمووچ نے اپنی کتاب "اسلام اس کا ماخذ اور معاشرتی ہیولیٰ" میں لکھا ہے۔

"اسلام نے افسردگی کی ایک کیفیت پیدا کی ہے۔ اس نے زندگی کی قدروں اور تخلیقی مساعی کی اہمیت کو کم کر دیا ہے..... ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ آخرت میں اپنی نجات اور ایک خیالی جنت کا حصول یقینی بنائے..... مسلمان علماء اس بے بنیاد خیال اور عقیدے کی حمایت کرتے ہیں۔ کہ انسان کی ایک روح بھی ہوتی ہے..... قرآن نے لوٹ کھسوٹ کرنے والے معاشرے کی حمایت کرتے ہوئے اسے ایک ربانی ادارہ قرار دیا ہے..... قرآن نے شخصی جائداد کی بڑے زور وشور سے حمایت کی ہے..... غریب اور شدید ابتلا وغیرہ اللہ کے تحفے ہیں۔"

کلیمووچ نے اپنی کتاب کے آخر میں حسب ذیل نتائج اخذ کئے ہیں۔

"یہ بات قابلِ ذکر ہے۔ کہ مذہبی عقائد کے جواز میں جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اور اس سلسلہ کی سب سے زیادہ پیچیدہ دلیل بھی اس کوشش کے سوا کچھ نہیں ہوتی کہ کسی ماندگی یا ایک ایسی چیز کی حمایت کی جائے جس کا وقت گذر چکا ہے۔..... اسلام اس کے ماخذ اور معاشرتی ہیولیٰ کے مطالعے کے بعد قاری اس نتیجے پر پہنچتا ہے۔ کہ تمام مذاہب کی طرح یہ مذہب بھی غیر سائنٹفک اور قدامت پسند نظریات پر مبنی ہے۔ اس نے عوام کی تخلیقی قوتوں کو پابند کر دیا ہے۔ اور یہ سوویت عوام کے حیات بخش عالمگیر نصب العین یعنی مارکسزم لینن ازم کے عین برعکس ہے۔ اسلام کے تمام عقائد اور رسوم ورواج، اس کے متعدد تیوہار اور روزے، حج اور زیارتیں، سلوک و طریقت اور اس کے دوسرے ادارے اسی نوعیت کے ہیں۔ ... ہمارے ملک میں اسلام محض ایک یادگار ماضی کی حیثیت سے باقی رہ گیا ہے۔ سوویت یونین میں نجی ملکیت ختم کر دی گئی ہے ..... ہمارے ملک میں اسلام کی معاشرتی جڑیں کاٹ دی گئی ہیں۔ اور جس بنیاد پر مذہبی تنظیمیں قائم تھیں۔ وہ گرا دی گئی ہے...... سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی جدید سائنس اور علوم کی تبلیغ کے لئے ہر امکانی کوشش کر رہی ہے (یعنی سوویت عوام میں کائنات کے بارے میں سائنٹفک اور مادہ پرستانہ نقطہ نظر (یعنی خدا اور تمام مذاہب سے انکار) پیدا کرنے کے لئے کلیمووچ کی کتاب جیسی تصانیف شائع کی جا رہی ہیں۔ اور مذہبی عقائد کو غیر سائنٹفک نقطۂ نظر قرار دے کر ان کے خلاف مہم چلائی جا رہی ہے) مارکسزم لینن ازم جس نے عوام کو مذہب کے نشہ سے نجات دلا دی ہے۔ سوویت یونین کے تمام ملکوں میں پھیلتی جا رہی ہے۔ .... مذہب عوام کو صرف ایک خیالی مسرت عطا کرتا ہے ان کی حقیقی مسرت کے لئے مذہب کو ختم کرنا ضروری ہے۔"

کلیمووچ نے جو نتائج اخذ کئے ہیں ان کی بنا پر ہم اس کی کتاب کا حسب ذیل لب لباب تیار کر سکتے ہیں۔

(۱) سوویت یونین میں اپنے مذہب کی مدافعت ایک انتہائی خطرناک کام ہے کیونکہ اس صورت میں متعلقہ شخص پر یہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ وہ ایسے خیالات کی حمایت کر رہا ہے جو سوویت نظام کی نظریاتی بنیاد سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ایسا شخص کم سے کم اپنی ملازمت اور زیادہ سے زیادہ اپنی زندگی سے محروم کر دیا جائے گا۔

(۲) اسلام سوویت یونین میں ختم ہو گیا ہے۔ کیونکہ اپنے معاشرتی ماخذ اور اصولوں سے محروم ہونے کے بعد اسلام میں کچھ باقی نہیں رہتا۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی ہے

کیمل پور میں انگریز مبلغ اسلام مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی تقریر

ہمارے انگریز نومسلم واقفِ زندگی بھائی بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ ویسٹ انڈیز ۲۱ نومبر کی رات کو کیمل پور تشریف لائے۔ آپ کی آمد کے متعلق رات کو ہی خدام اور اطفال کے ذریعہ احباب جماعت کو اطلاع کر دی گئی۔ ۲۲ نومبر بروز جمعہ نماز فجر احباب نے مسجد احمدیہ میں اپنے واقفِ زندگی بھائی کی اقتدار میں ادا کی۔ اس کے بعد آپ نے احباب جماعت کی درخواست پر انگریزی میں ایک مختصر سی تقریر فرمائی جس میں آپ نے اسلام کے بنیادی احکام کی طرف توجہ دلاتے ہوئے دوستوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز باجماعت۔ چندوں میں باقاعدگی اور نوجوانوں کو وقفِ زندگی کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ ہمارے سامنے ایک بہت بڑا کام ہے۔ اس کے کرنے کے لئے روپیہ اور آدمیوں کی کمی ہے۔ ہمارا کردار وعظ و نصیحت۔ بحث اور دلائل سے بڑھکر اثر کرتا ہے آپ نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قادیان میں اپنے سب سے پہلے اور نہایت ہی مختصر سے قیام کے دوران میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور دیگر بزرگوں کی صرف ملاقات نے ہی میرے دل و دماغ کو اس فیصلہ کے بہت قریب کر دیا تھا۔ کہ یہ باخدا لوگ جس مذہب کے پھل ہیں۔ وہ مذہب یقیناً دوسرے مذاہب سے افضل ہے۔ اگرچہ اس کے بعد میں نے کتابیں بھی پڑھیں اور دلائل و براہین سے بھی اسلام کی صداقت کو پرکھا۔ کیونکہ عیسائیت کو چھوڑتے ہوئے میں ہر قسم کی غلطی کے امکان سے بچنا چاہتا تھا۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ جماعت کے بزرگوں کا عملی نمونہ مجھے صراط مستقیم پہچاننے کے لئے سب سے زیادہ کارگر ہوا۔

تقریر کے بعد دوستوں نے آپ سے مختلف سوالات یورپ میں تبلیغ اسلام۔ اس کے ذرائع اور نتائج کے متعلق دریافت کئے ازاں بعد آپ ڈاکٹر مرزا عبد الرؤف صاحب امیر جماعت احمدیہ مقامی کے مکان پر جہاں آپ قیام پذیر تھے ناشتہ کے لئے تشریف لے گئے ناشتہ میں احباب جماعت کے علاوہ بعض غیر احمدی احباب بھی موجود تھے جو آپ سے مختلف سوالات دریافت فرماتے رہے اور یہ سلسلہ قریباً دو گھنٹہ تک جاری رہا۔ نو بجے صبح آپ بذریعہ بس عازم پشاور ہوئے۔ احباب جماعت نے الوداع کہا۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کیمل پور)

نظارت تعلیم کے اعلانات

۱۔ امتحان جے وی

۵۸ء میں ہونیوالے جے وی امتحان میں داخلے کے لئے درخواستوں کی آخری تاریخ ۳۱/۱۲/۵۷ ہے (پ ٹ ۲۲/۱۱/۵۷)

۲۔ اوورسیز سکالرشپ

وظیفہ مالیتی ۵۰۰ پونڈ ماہوار دو سال کے لئے منجانب پشاور یونیورسٹی۔
شرائط: بی ایس سی فرسٹ کلاس۔ عمر ۲۵ سال۔ پانچ سال یونیورسٹی سروس لازم
درخواست بنام رجسٹرار پشاور یونیورسٹی ۱۵/۱۲/۵۷ تک (پ۔ ٹ ۳۰/۱۱/۵۷)

۳۔ ریلوے میں ٹکٹ کلکٹروں کی ضرورت

خالی اسامیاں ۱۳۳۔ ٹریننگ۔ والٹن ٹریننگ سکول لاہور۔ شرائط: پاکستانی میٹرک سیکنڈ ڈویژن۔ عمر ۲۰/۱/۵۸ کو ۱۸ تا ۲۲ دوران ٹریننگ الاؤنس گذارہ ۵۰/- روپے ماہوار ٹکٹ کلکٹر مقرر ہونے پر تنخواہ ۶۰-۴-۱۰۰-۵-۱۲۰ گرانی و دیگر الاؤنس علاوہ درخواستیں مجوزہ فارم قیمتی یک روپیہ میں ۳۰/۱۲/۵۷ تک نزدیک ترین ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے کے نام (پ۔ ٹ ۱/۱۲/۵۷) (ناظر تعلیم ربوہ)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ میں اب صرف پندرہ بیس دن باقی رہ گئے ہیں۔ اس لئے تمام کارکنان مال سے درخواست ہے کہ چندہ کی وصولی کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں۔ ناظر بیت المال ربوہ

اعلان نکاح

برادرم عبد الرحمٰن صاحب بھٹہ ایم بی ایس فائنل ابن مکرم چوہدری فضل کریم صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول منڈی بورے والہ کا نکاح ۱۰ر نومبر ۵۷ء بروز اتوار مکرم چوہدری عبد اللہ صاحب کھوکھر آف وزیر آباد کی صاحبزادی نصرت سلطانہ بیگم صاحبہ کے ہمراہ مبلغ ۷۰۰/- روپیہ حق مہر پر پڑھا گیا۔
احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ اور اس کے نیک ثمرات پیدا کرے۔ (سمیع اللہ سیال۔ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

۱۔ خاکسار کی بچی عزیزہ امۃ المجید عرصہ تقریباً نو سال سے بیمار ہے۔ احباب کرام و درویشان قادیان عزیزہ کی صحت کیلئے دعا فرماویں (ہدایت علیخاں ڈوگری گھمن ضلع سیالکوٹ)

۲۔ میرے والد بزرگوار محمد علی صاحب عرصہ ڈیڑھ ماہ سے مختلف امراض میں مبتلا ہیں اب چار پانچ یوم سے پیچش کی سخت شکایت ہے احباب دعائے صحت فرمائیں۔ (ناصر احمد گھوڑے والی ورک)

۳۔ میرا لڑکا اللہ بخش چند دنوں سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں
(صوفی محمد عثمان محلہ دار الصدر ربوہ)

۴۔ میرے بھائی قریشی ناصر احمد بی ایس سی چند یوم سے سخت بیمار ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے (قریشی مبارک احمد جامعہ احمدیہ ربوہ)

۵۔ میرے والد ڈاکٹر عبد الغنی کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ میں چار ماہ سے بیمار ہیں اس لئے احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں
(عبد الرشید سیکنڈ ایر متعلم ٹی آئی کالج ربوہ)

۶۔ خاکسار کی والدہ عرصہ چھ ماہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ اور میری چھوٹی ہمشیرہ بھی ۲ ماہ سے بیمار چلی آرہی ہے۔ بزرگانِ سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے۔ کہ میری والدہ صاحبہ اور میری ہمشیرہ صاحبہ کو اللہ تعالےٰ جلد از جلد شفا بخشے
(منیر الرحمٰن طاہر محلہ دار الصدر غربی ربوہ)

۷۔ مکرم چوہدری عبد الکریم خانصاحب شاہد کاٹھ گڑھی مربی سلسلہ ضلع سیالکوٹ کی والدہ صاحبہ عرصہ سے شدید دماغی عارضہ کیوجہ سے بیمار تھیں۔ وہ چک ۲ ٹی ڈی اے میں رہتی تھیں ۱۳ر نومبر بروز جمعہ انہیں گھر سے باہر چلی گئی تھیں تاحال تلاش کے باوجود نہیں مل سکیں بزرگان سلسلہ سے التماس ہے کہ دعا فرماویں اللہ تعالےٰ انہیں بخیریت واپس گھر لے آوے اور صحت عطا فرماوے۔ آمین۔ (عبد الرشید سیالکوٹ شہر)

۸۔ میری آنکھ کے موتیا بند کا اپریشن مورخہ ۲ر دسمبر ۵۷ء کو ہوتا ہے۔ طبیعت بوجہ کھانسی اور ضیق النفس کمزور ہے۔ اور یہ امراض اپریشن میں بھی روک ہو رہی ہیں۔ بزرگان جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ اپریشن کامیاب فرمائے (عبد الحمید چغتائی لاہور)

۹۔ میری بیوی مدت سے مسلسل بیمار چلی آرہی ہیں بیماری کا موجودہ حملہ گذشتہ تین ہفتے سے جاری ہے احباب سے درخواست ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں (عبد الرحمٰن البچا پارک لاہور)

۱۰۔ میری اہلیہ سخت بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں (بیدار عبد المنان ہجو وی لائلپور)

۱۱۔ میر حمید عزیز مقدمہ قتل میں ماخوذ ہیں۔ ابتدائی عدالت سے چار افراد کو پھانسی اور باقی سات کو پچیس پچیس سال قید کی سزا کا حکم سنایا گیا ہے اب اسکے متعلق اپیل دائر کی گئی ہے۔ احباب جماعت باعزت بریت کے واسطے دردمندانہ دعا فرمائیں۔ (ملک محمد لطیف محرر چونگی میونسپل کمیٹی ربوہ)

کامن ویلتھ ممبر ملکوں کے تنازعات سلجھانے کا کوئی انتظام کرے

وزیراعظم پاکستان مسٹر اسمٰعیل چندریگر کی تجویز

نئی دہلی ۳؍ دسمبر وزیراعظم چندریگر نے کامن ویلتھ قوموں پر زور دیا ہے کہ ممبر ملکوں کے باہمی تنازعات کے تصفیے کے لئے کوئی مؤثر نظام قائم کیا جائے۔ آپ نے مزید کہا ہے کہ دولت مشترکہ کے خوش حال ملکوں کو اپنے کم ترقی یافتہ ساتھی ملکوں سے غربت اور جہالت دور کرنے میں مدد دینی چاہیئے۔

وزیراعظم چندریگر نے یہ بات کامن ویلتھ پارلیمانی ایسوسی ایشن کی کانفرنس کے نام ایک پیغام میں کہی ہے۔ جو کل دہلی میں شروع ہو گئی۔ وزیراعظم نے اپنے پیغام میں کہا ہے۔ کہ ۱۹۴۷ء کے بعد سے دولت مشترکہ کے نظام اور تصور میں بڑی تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں وزیراعظم نے کہا "دولت مشترکہ کی پارلیمانی ایسوسی ایشن کی تاریخ میں یہ پہلا موقعہ ہے۔ کہ اس کی کانفرنس برصغیر میں ہو رہی ہے اور میزبانی کے فرائض بھارت لنکا اور پاکستان انجام دے رہے ہیں

اسلام کا ورثہ

آپ نے کہا "ایک آزاد قوم کی حیثیت سے اگرچہ ہم پاکستانیوں کی عمر بہت تھوڑی ہے۔ لیکن ہم قدیم شاندار سیاسی روایات کے وارث ہیں ہم اسلامی جمہوریت کے اس زرخیز اور سدابہار ورثہ پر فخر کرتے ہیں۔ جو اسلام کے بانی نے ہمیں عطا کیا ہے آج بھی بہت کم معاشرے سماجی مساوات کی وہ مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ جن کی اسلام نے آج سے چودہ سو برس قبل نہ صرف اپنے پیروکاروں کو تلقین کی بلکہ کامیابی کے ساتھ انہیں عملی جامہ بھی پہنایا۔ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ مسلمان ذات پات اور رنگ و نسل کی کسی تفریق پر یقین نہیں رکھتے اسلام نے ہمیں یہ تصور دیا ہے۔ کہ زمین پر اللہ کی حاکمیت ہے۔ اور یہ حاکمیت اسی سے عوام کے منتخب نمائندوں کو ــــ اس مقدس امانت کے طور پر منتقل ہوتی ہے۔ ہمارا آئین بھی اسلامی جمہوریت کے اصولوں پر مبنی ہے۔

وزیراعظم نے پاکستانی آئین کی اُن دفعات کا بھی ذکر کیا جو برطانیہ اور کامن ویلتھ کے دوسرے ملکوں کے تجربات کے پیش نظر شامل کی گئی ہیں۔ اور کہا کہ اس "تحفے" کے لئے ہم ان ملکوں کے بھی شکر گزار ہیں ــــ آپ نے برطانیہ کے ساتھ آزادی سے قبل کے تعلقات کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ آخر کار برطانیہ کے حریت پسند عوام نے برصغیر کے عوام کو اقتدار منتقل کر کے ایک صحیح اقدام کیا ہے۔

۱۹۴۷ء کے بعد دولت مشترکہ کے نظام اور تصور میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہا کہ اس تنظیم کے ممبر ملکوں کے تعلقات کا انحصار اس بات پر ہے۔ کہ وہ جمہوری روایات کو کتنی اہمیت دیتے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے تعاون کے کس حد تک خواہش مند ہیں۔ آپ نے کہا کہ دولت مشترکہ کو کئی صدمے بھی برداشت کرنے پڑے ہیں۔ لیکن ہر بار یہ زیادہ مستحکم ہوتی گئی ہے۔ اور یہی اس کے ٹھوس ہونے کا ثبوت ہے۔

وزیراعظم نے اس بات پر زور دیا کہ دولت مشترکہ کو اپنی خامیاں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ آپ نے کہا اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے۔ کہ کامن ویلتھ ممبر ملکوں کے جھگڑوں کا تصفیہ کرنے کے لئے کوئی نظام قائم کرے۔ اور اس تنظیم کے خوش حال ملک کم ترقی یافتہ ملکوں سے غربت اور جہالت ختم کرانے میں مدد دیں۔ آخر میں وزیراعظم نے کانفرنس کی کامیابی کی دعا کی۔

صدر بھارت ڈاکٹر راجندر پرشاد نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ دولت مشترکہ کی تنظیم کا بنیادی اصول انفرادی آزادی ہے۔ بھارتی وزیراعظم پنڈت نہرو نے بھی کانفرنس کے نام خیر سگالی کا پیغام بھیجا ہے

کانفرنس میں پاکستانی وفد کی قیادت وزیر خزانہ سید امجد علی کر رہے ہیں۔ آپ مسٹر کھوڑو کے ہمراہ کل بذریعہ طیارہ دہلی روانہ ہوں گے۔ وفد کے ایک اور رکن مسٹر لبنت کمار داس آج دہلی روانہ ہو گئے۔ تین ارکان چوہدری فضل الٰہی پیرزادہ عبدالستار اور مسٹر غلام حافظ پہلے ہی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ مسٹر عطاءالرحمٰن خاں بھی کل دہلی پہنچ رہے ہیں۔

روس کی سائنسی ترقی کا مقابلہ کرنے کیلئے مشترکہ جدوجہد کی ضرورت ہے

صدر آئزن ہاور کی مشاورتی کمیٹی کی رپورٹ

واشنگٹن ۳ دسمبر۔ صدر آئزن ہاور کی ایک مشاورتی کمیٹی نے رائے دی ہے کہ روس کی سائنسی اور فنی ترقی کا مقابلہ کرنے کے لئے امریکہ کو دوسری آزاد قوموں کے تعاون سے نہ صرف باہمی دفاع بلکہ موجودہ سائنسی دور کے وسیع تقاضوں کو پورا کرنا چاہیئے اور آزاد اقوام کی ذہنی صلاحیتوں اور قوتوں کو بروئے کار لانا چاہیئے

انجینئروں اور سائنسدانوں کی اس کمیٹی نے ہفتہ کو اپنی رپورٹ شائع کی ہے، جس میں سائنس کے میدان میں امریکہ کی نجی اور غیر دفاعی کوششوں کو تیز تر کرنے کا وسیع پروگرام پیش کیا گیا ہے۔

صدر آئزن ہاور نے یہ کمیٹی اپریل ۱۹۵۶ء میں قائم کی تھی۔ یہ کمیٹی کی دوسری عبوری رپورٹ ہے۔ کمیٹی نے اوہایو یونیورسٹی کے صدر ڈاکٹر ہاورڈ ایل بیوس کی سربراہی میں اپنی اس رپورٹ میں بتایا ہے کہ اس نے قلیل مدت اور طویل مدت حالات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کیا اہم کارروائیاں کی ہیں۔

رپورٹ میں چار اہم کارروائیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو کمیٹی قلیل مدت اور طویل مدت مسائل کے لئے عمل میں لائی ہے۔ یہ حسب ذیل ہیں۔ (۱) سارے ملک میں مقامی گروپوں کے تعاون سے "کار آمد مراکز" کا قیام جن کا مقصد سائنسدانوں اور انجینئروں کی موجودہ تعداد سے مؤثر فائدہ اٹھانا ہے۔

(۲) ریاستوں اور شہروں میں صنعت محنت۔ تعلیم اور پیشوں کی ایسی نمائندہ تنظیم کی حوصلہ افزائی کرنا جو ابتدائی اور ثانوی مدارس کے نصاب تعلیم میں اصلاح کر کے سائنس اور حساب پر زیادہ زور دے سکے۔

۳۔ قومی سائنس فونڈیشن اور دوسری سرکاری اور نجی تنظیموں کے ساتھ مل کر ایسا پروگرام تیار کرنا جو انجینئروں اور سائنسدانوں اور فنی ماہرین کی ضرورت کا عوام کو احساس دلائے اور یہ ذہن نشین کرائے کہ اس قسم کے افراد اعلیٰ تعلیمی نظام سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ نوجوانوں اور ان کے والدین کو سائنس اور انجینئرنگ کی ملازمتوں کی طرف مائل کرنا۔

ڈاکٹر بیوس نے رپورٹ کے ساتھ ایک خط میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا ہے کہ روس کی سائنسی ترقی امریکی قیادت کو چیلنج کر رہی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کمیٹی کو حالیہ ٹیکنالوجیکل ترقیوں کے نتائج کا مکمل احساس نہیں ہوا ہے (۲)

ہالینڈ انڈونیشیا سے بات چیت کو تیار ہے

ایمسٹرڈم ۳ دسمبر۔ ہالینڈ کے وزیر خارجہ نے آج نیویارک سے ایمسٹرڈم پہنچ کر کہا ہے کہ میرے ملک کو انڈونیشیا کے ساتھ بات چیت میں کوئی اعتراض نہیں ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بات چیت سے کشیدگی کم کرنے میں مدد ملے آپ نے مزید کہا کہ ہم تمام بڑے بڑے متنازعہ مسائل پر انڈونیشیا سے بات چیت کے لئے تیار ہیں۔ یاد رہے کہ مغربی نیوگنی کے سوال پر انڈونیشیا اور ہالینڈ کے تعلقات حال ہی میں بہت کشیدہ ہو گئے ہیں۔

کشمیری لیڈر کو گولی مارنے کی دھمکی

نئی دہلی ۳ دسمبر مقبوضہ کشمیر کے ایک پولیس افسر نے پولیٹیکل کانفرنس کے صدر مسٹر غلام محی الدین قرا کو دھمکی دی ہے کہ انہیں گولی مار دی جائے گی۔ مسٹر قرا نے حال ہی میں ادھم پور جیل سے اپنے ایک رشتہ دار کو خط لکھا ہے۔ جس میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔

مسٹر قرا نے لکھا ہے کہ جب مجھے دو اور افراد کے ساتھ باٹاکوٹ سب جیل سے ادھم پور جیل لے جایا جا رہا تھا۔ تو مرکزی ریزرو پولیس کے ایک افسر نے مجھے دھمکی دی کہ جلد ہی مجھے گولی سے اڑا دیا جائیگا اس نے مجھے گالیاں دیں اور کہا کہ میں اور میرے ساتھی غدار ہیں

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

(ص) ڈاکٹر بیوس نے کہا ہے ایٹمی توانائی کی تسخیر مصنوعی سیارے چھوڑنے کے حالیہ کامیاب تجربے زندگی کے سربستہ رازوں کے کھولنے کے متعلق موجودہ ترقیاں ایک نئے سائنسی انقلاب کی نشان دہی کرتی ہیں۔ جس سے دنیا کا نقشہ بدل رہا ہے۔ اس امر کا واضح ثبوت موجود ہے کہ سوویٹ روس اس سائنسی انقلاب میں اپنی قیادت برقرار رکھ کر عالمی غلبہ حاصل کرنے کے خواب کی تکمیل کے لئے انتہائی کوششیں کر رہا ہے۔

تعلیم الاسلام کالج یونین میں پرنسپل عابد احمد علی کا لیکچر

(بقیہ صفحہ اول)

پرنسپل عابد احمد علی صاحب نے لیکچر کے دوران فرمایا ترجمہ محض اس چیز کا نام نہیں ہے۔ کہ کسی ایک زبان کی عبارت کو اس کے معانی کے لحاظ سے کسی دوسری زبان کے الفاظ کا جامہ پہنا دیا جائے اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ اصل متن میں الفاظ کی موزونیت ان کی صوتی کیفیت اور زور بیان کی وجہ سے رونما ہونے والی تاثیر کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ اُس متن کو دوسری زبان کا جامہ پہناتے وقت ایسے ہی موزوں الفاظ کا انتخاب ضروری ہے۔ کہ جن کی صوتی کیفیت اور زور بیان کے نتیجے میں وہی تاثیر پیدا ہوسکے جو اصل متن کی جان ہے۔ آپ نے مثالیں دے کر بتایا کہ عرب میں زمانہ جاہلیت کے ادیب بھی اپنے مافی الضمیر کو ادا کرتے وقت ایسے موزوں الفاظ انتخاب کرتے تھے۔ کہ جن کی صوتی کیفیت بات میں جان ڈال دیتی تھی۔ اور قارئین پر جو اثر پڑتا تھا۔ وہ دوسرے ہم معانی الفاظ کے استعمال سے ممکن نہ تھا۔

اس امر کو بخوبی واضح کرنے کے بعد آپ نے فرمایا قرآن مجید کے متن میں جو ربّ جلیل کا کلام ہے۔ یہ وصف بدرجۂ اتم پایا جاتا ہے۔ چنانچہ آپ نے قرآن مجید کی بعض سورتیں پڑھ کر سنائیں اور ان میں فصیح و بلیغ عربی الفاظ کی موزونیت ان کی بے مثال شوکت اور صوتی کیفیت کی وجہ سے معانی و مفہوم اور اثر انگیزی میں رونما ہونیوالے حیرت انگیز تغیر کو واضح فرمایا اور اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ ان منتخب الفاظ کی بجائے خود عربی زبان کے دوسرے الفاظ یہ تاثیر پیدا نہیں کرسکتے۔ کجا یہ امر کہ کسی دوسری زبان کے الفاظ میں معانی کے ساتھ ساتھ اس تاثیر کو منتقل کیا جاسکے۔

دوران لیکچر میں آپ نے پروفیسر آربری کی غیر متعصب شخصیت ان کے علم و فضل اور بلند پایہ ادبی صلاحیتوں کو شاندار الفاظ میں سراہتے ہوئے فرمایا تاہم انگریزی زبان میں ان کا ترجمۂ قرآن بھی بعض جگہ معانی کے لحاظ سے اور بعض مقامات پر الفاظ کی موزونیت شوکت اور صوتی کیفیت کے نتیجہ میں رونما ہونے والے اچھوتے تاثر کے اعتبار سے اعلیٰ اسے بالا نہیں ہے۔ اور بہت حد تک اسی لئے بالا نہیں ہے۔ کہ قرآن کا ایسا ترجمہ کرنا جو عربی متن کے جملہ اعجازی اوصاف کا حامل ہو ناممکن ہے۔ اس کے ثبوت میں آپ نے مثال کے طور پر پروفیسر آربری کے ترجمۃ القرآن میں سے علی الخصوص سورہ فاتحہ کے ترجمہ اور اس کے بعض الفاظ پر کڑی تنقید کی آپ نے کہا اسی لئے میرے نزدیک قرآن Untranslateable ہے بیشک تراجم کے ذریعہ ہم قرآنی علوم اور صداقتوں کو غیر علاقوں میں زیادہ سے زیادہ پھیلا سکتے ہیں۔ اور پھیلانا بھی چاہئے لیکن قرآن کو صحیح معنوں میں سمجھنے اور صحیح رنگ میں اس سے استفادہ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ عربی زبان اور اس کی ادبی خوبیوں پر عبور حاصل کیا جائے۔ اور پھر بنظر غائر اس کے مطالعہ کی طرف توجہ دی جائے۔ اسی لئے میں قرآن کو قرآن کی ہی زبان میں پڑھنے کا قائل ہوں۔

دوران لیکچر میں آپ نے ان مشکلات اور رکاوٹوں پر بھی روشنی ڈالی جن سے قرآن مجید کا ترجمہ کرتے وقت یورپی مستشرقین کو دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اور جن کی وجہ سے بعض جگہ وہ قرآنی الفاظ کی روح کو صحیح طور پر سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اسی ضمن میں آپ نے خالص مادی نظریۂ حیات، فطری طور پر اسلام کے خلاف صدیوں سے اذہان میں رچے ہوئے غیر شعوری تعصب اور عربی زبان اور اس کے محاورے اور اس کی معنوی خوبیوں پر کامل عبور نہ ہونے کا ذکر کیا اسی ضمن میں آپ نے فرمایا۔ جب آج سے چار سال قبل پروفیسر آربری نے قرآن مجید کی چند سورتوں کا انگریزی میں ترجمہ شائع کیا اور لکھا کہ اگر میری اس کوشش کو پسند کیا گیا تو میں قرآن کا مکمل ترجمہ بھی شائع کردونگا ان کی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد میں نے ان سے خط و کتابت شروع کی جو کم و بیش آٹھ نو ماہ تک جاری رہی۔ اس میں میں نے مذکورہ بالا مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے جو

بالعموم مستشرقین کو اس بارے میں پیش آتی ہیں ان پر قرآنی علوم اور اس کے متن کے اعجازی اوصاف واضح کرنے شروع کئے ان میں سے ایک یہ امر بھی تھا کہ قرآن مجید ایک مکمل کتاب ہے۔ اس کی آیات اور اس کی سورتیں نفس مضمون اور معانی و مفہوم کے اعتبار سے باہم حکیمانہ طور پر مربوط ہیں اور اوّل سے آخر تک بتدریج انسان کی ایک خاص منتہائے مقصود تک راہنمائی کرتی ہیں۔

محترم پرنسپل عابد احمد علی صاحب نے اپنی اس خط و کتابت کے بعض طویل اقتباسات بھی پڑھ کر سنائے اور بتایا کہ پروفیسر آربری نے میرے ان خطوط پر ممنونیت اور پسندیدگی کا اظہار کیا اور مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے قرآن کا جو مکمل ترجمہ دو جلدوں میں شائع کیا ہے۔ اس کے دیباچہ میں انہوں نے اپنی سابقہ کتاب کے برخلاف یہ تسلیم کیا ہے کہ قرآن باقاعدہ ایک مربوط کتاب ہے۔ اس کی ہر سورت اپنی ذات میں پوری طرح مکمل ہے۔ قرآن اپنی اس ترتیب کے ذریعہ دنیا کو ایک پیغام دیتا ہے اور ایک منتہائے مقصود کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

آپ کا یہ فاضلانہ لیکچر بہت دلچسپی اور انہماک کے ساتھ سنا گیا۔ بعد میں سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔ حاضرین نے قرآن مجید کے تراجم اور لیکچر میں بیان کردہ امور کے متعلق سوالات پوچھے۔ جن کے آپ نے مختصر اور مناسب جواب دیئے۔

امیدواران ملازمت کے لئے ضروری اعلان

مورخہ ۲۸ نومبر ۵۷ء کے اخبار الفضل میں محررین کے متعلق اعلان شائع ہوا ہے، ایسے تمام امیدواران ملازمت کو اطلاع دی جاتی ہے۔ جنہوں نے ملازمت کے لئے دفتر ناظر اعلیٰ میں درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ دوبارہ اپنی درخواستیں مطلوبہ کوائف کے ساتھ ناظر صاحب بیت المال کی خدمت میں پیش کریں۔ دفتر ہذا میں جس قدر درخواستیں موصول ہوئی تھیں وہ سب داخل دفتر کی جاچکی ہیں امیدواران مطلع رہیں

ناظر اعلیٰ

درخواست دعا:۔ خاکسار قریباً اڑھائی ماہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ کمزور بہت ہوں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مجھے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

(منیر احمد ابن سلطان احمد صاحب درویش)